جدّہ سے ایک خط

از حامد احمد بن محفوظ

جدّہ ۔ ۶ر دسمبر ۱۹۸۷ء

آپ کا خلوص نامہ مورخہ ۸۷/۱۱/۴ کچھ دن قبل ہی مل چکا تھا ۔ کچھ مصروفیات اور عدیم الفرصتی کے باعث جواب میں تاخیر ہوگئی ـــــ آپ کے حسبِ ارشاد مولانا عمر بن عبد اللہ بن محفوظ کے تعلق سے ایک مضمون ارسال خدمت کر رہا ہوں ۔

مولانا عمر بن عبد اللہ بن محفوظ عربی النسل و حضر موت کے مشہور اور باعزت " بن محفوظ " قبیلے سے تھے ۔ ضلع راج پور (کرناٹک ۔ انڈیا) کے قصبہ لنگسگور میں پیدا ہوتے اور ابتدائی تعلیم کی تکمیل بھی وہیں سے کی ۔ آگے تعلیمی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے وہ حیدر آباد آئے اور مشہور مدرسہ " دار العلوم " سے میٹرک کی تکمیل کی ۔ مولانا کو بچپن سے ہی علمی شوق رہا تھا ۔ صوم و صلوٰۃ کے سخت پابند تھے اور لہو و لعب سے ہمیشہ اپنے آپ کو دُور رکھا ہوا تھا ۔

علم کے شوق نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور جامعہ عثمانیہ میں انٹرمیڈیٹ میں داخلہ لیا ۔ مضامینِ اختیاری کے طور پر دینیات و عربی کو منتخب کیا ۔ بی ۔ اے اور ایم ۔ اے میں فقہ مضمونِ اختیاری تھا ۔ ۱۹۴۵ء میں ایم ۔ اے کی تکمیل اعلیٰ درجے سے کی ۔

ہائی اسکول کے زمانے سے ہی مولانا کو مطالعہ کا بہت شوق تھا ، خصوصاً مولانا مودودیؒ صاحب کی کتابوں کے مطالعہ نے مرحوم کے خیالات اور عزائم کو کافی پختگی بخشی ۔ جماعتِ اسلامی ہند کی جب تشکیل ہوئی تو مولانا محفوظ بڑے ہی خلوص اور عزم کے ساتھ اس کے رکن بنے ۔

آپ ابھی کم عمر ہی تھے بلکہ مسیں بھی بھیگی نہیں تھیں کہ جماعت اسلامی حیدرآباد کے پہلے امیر (ناظم) منتخب کیے گئے۔ یہ اعزاز ان کے کردار، خلوص اور ذہنی افکار کی بنا پر ملا تھا۔ اس منصب پر فائز ہونے کے بعد تو مولانا نے تقریباً اپنے آپ کو وقف کر لیا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ حیدرآباد سروس کے تحت جو سرکاری ملازمت انھیں پیش کی گئی تھی، قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ خارزارِ دنیا کا یہ راستہ مجھے نہیں چاہیے جس پر چل کر دین کی صحیح خدمت نہیں کر سکتا۔

مناسب یہ ہے کہ یہ امر واقعہ بھی بیان کر دوں کہ ایم۔اے کی تکمیل کے بعد بزرگوں نے مرحوم کو کسی نہ کسی طرح راضی کر کے شادی کرا دی تھی تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور مستقبل کے لیے کچھ سوچ سکیں۔ مالی اعتبار سے کمزور تھے لیکن کافی غیور تھے۔ باوجود معاشی تنگ دستی کے اپنے خیالات یا افکار میں تبدیلی نہیں آنے دی، بلکہ عزائم اور پختہ ہوتے گئے۔ گھریلو ضروریات کی تکمیل ضروری تھی اس لیے حیدرآباد میں ہی معمولی سی دوکان کھول لی۔ ایک تو جماعت کی مشغولیت دوسرے دینی عقاید کی سخت پابندی، ظاہر ہے کہ کاروبار ناکام ہی ہونا تھا۔ مالی مشکلات سے متاثر ہو کر بالآخر ناملناڈو (مدراس) کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں تدریس کی خدمات قبول کر لیں۔ یہ ملازمت بھی چند ہی ماہ تک جاری رہ سکی، کیونکہ جماعت اسلامی کے کام کو آگے بڑھانے کے یہاں مواقع نہ تھے۔ اور نہ ہی جماعت کے ساتھی تھے۔ شدت سے تنہائی محسوس کر کے استعفیٰ داخل کیا اور حیدرآباد کے لیے رختِ سفر باندھا۔

حیدرآباد آ تو گئے لیکن وسائل آمدنی نہیں تھے۔ فیملی کی کفالت اور جائز اخراجات کا متحمل ہونا ناممکن ہو رہا تھا۔ ایسے میں اپنے بزرگوں اور قریبی احباب کے مشورے اور دباؤ سے مجبور ہو کر سعودی عرب روانہ ہوئے۔

آپ کی قابلیت اور "بن محفوظ" ہونے کے ناطے جدہ کے نیشنل کمرشل بنک نے آپ کو سروس میں تو لے لیا لیکن معاوضہ انتہائی کم مقرر کیا گیا۔ آپ نے صبر کیا اور سروس کو جاری رکھا۔ آگے ترقی ہوتی رہی اور مالی وسائل سے بے فکر ہونے کا موقع ملا۔

جو شخص ایام شباب میں رسول اللہ کا شیدائی، اسلام کا سچا سپاہی اور حکومتِ الٰہیہ

کا علمبردار رہا تھا، آخر کار وقت اور حالات کے شدید دباؤ میں ساتھیوں اور اپنوں کے عدم تعاون کا شکار ہو کر بنک کی سروس کی طرف جھک گیا۔

یہ ضرور تھا کہ مرحوم مع اپنی فیملی کے خوش حال دور سے گذر رہے تھے، لیکن میرا احساس رہا کہ مرحوم اس سروس سے خوش اور مطمئن نہیں تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سب کچھ ہے لیکن ایک پھانس سی ہے جو برابر ان کے قلب میں چبھ رہی تھی، اظہار نہیں کرتے تھے، بس قلب و دماغ اندر سے متاثر رہتے تھے۔

کسی بھی دینی مسئلہ پر بے باکانہ تبصرہ یا اظہار آپ کا خاص وطیرہ رہا ہے، چاہے مقابل میں کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو۔

قلب کے مریض ہونے کے باوجود جدہ میں اپنی مدتِ حیات کے دوران مرحوم ہفتہ وار اجتماعات کو جاری رکھے ہوئے تھے، جہاں اہلِ ذوق اور دین کے شیدائی جمع ہوتے اور مسائل دینی سے مستفید ہوتے تھے۔

مرحوم کے تعلق سے آخر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جہاں وہ اپنے اُصولوں کے سخت ترین انسان تھے، وہیں پر بہت ہی خوش وضع، خلیق اور مزاح پسند بھی تھے۔ ضرورتاً ادبی و اخلاقی حدود میں ایسے لطائف یا نکات پیش کرتے کہ محفل لوٹ پوٹ ہو جاتی۔ خود بھی ہنستے اور دوسروں کو بھی ہنساتے۔ لیکن وائے افسوس یہ شخصیت ہم کو رونا چھوڑ کر راہئ ملکِ عدم ہو گئی۔ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔